

آں حضور ﷺ کے نادر نمونہ کلام "جوامع الکلم" میں محسنات لفظیہ کا مقام

Place of Literal adornments in the Concise talk (Jawam.ul.Kalim) of Holy Prophet (P.B.U.H)

* Rehana Mureed Ali

** Dr. Zahoor Ullah Azhari

Abstract

Man alone, among all creations, is bestowed with the quality of communication and conversation. Through the medium of communication, the personality, knowledge, competency and thinking level of a speaker can be explored. In the case of low communication skills, it remains impossible to change public opinion and appeal their attention towards a specific idea. All prophets of Allah Almighty were bestowed with the quality of magniloquent communication and eloquent speech. The last prophet Muhammad (P.B.U.H) was chosen among the persons who consider themselves most eloquent persons. They feel proud of their poets and orators. In this scenario, it was essential for the prophet (P.B.U.H) to have this ability of eloquence at the highest level. We find the expression of numerous and unique literary genres in the orations, addresses, sermons and discourses of Hazrat Muhammad (P.B.U.H). He (P.B.U.H) polished and refined by modification and alteration of former literary devices. His oratory and eloquence brought a revolution in the static literary lives of Arabs. In the modern era, in spite of majestic machinery and inventions, human communication efficiency is as important

* PhD Scholar Islamic Studies, Gift University, Gujranwala

* Associate professor Gift University, Gujranwala

as was at the time of the pre-Islamic period. The demand of this era is to take help from the sublime examples of eloquent speech and literary genres of the Holy Prophet (P.B.U.H). This article will prove helpful for modern man to adopt the literary style of Hazrat Muhammad (P.B.U.H) and follow the preaching of Islam and also transform them to others.

Keywords: Communication, bestowed, magniloquent, eloquence, alteration, majestic, literary genres

تمہید

فصاحت و بلاغت کسی بھی با مقصد کلام کی روح ہوتی ہے۔ فصاحت کا لغوی معنی ہے صاف اور واضح کلام، بیان اور ظہور وغیرہ۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے: وَ أَخِي هَارُونَ هُوَ أَفْصَحُ مَنِّي لِسَانًا¹ (اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ زبان آور ہے۔) اصطلاح میں الفصاحة: ان تكون كل لفظة في الكلام بينة المعنى، مفهومة، عذبة، سلسلة، متمشية مع القواعد الصرفية۔² (کلام میں جو حروف آئیں ان میں تنافر نہ ہو، واضح، مانوس ہوں اور قواعد صرفی کے مطابق ہوں۔) مختصر اقصاحت سے مراد: الكلام الواضح المعنى البين الغرض الذى تجرى الفاضله على قواعد اللغة۔³ (کلام واضح اور قواعد لغہ کے مطابق ہو اور جس مقصد کے لیے کلام لایا گیا ہے اسے پورا کیا گیا ہو۔) جبکہ بلاغت کے لغوی معنی وصول و انتہا کے ہیں۔ کہا جاتا ہے: بَلَغَ فَلَانَ مُرَادُهُ۔ (فلاں بندہ مقصود تک پہنچ گیا) اور: بلغ الركاب المدينة۔⁴ (سوار شہر پہنچ گیا) یعنی مقصد کو پہنچ جانا جسکی طرف قصد کیا گیا۔ اصطلاح میں "بلاغت" متکلم کے اس ملکہ کو کہتے ہیں جس سے انسان ایسا بلوغ جملہ کہنے پر قدرت رکھتا ہے جو فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ مقتضائے حال کے بھی مطابق ہو۔ ڈاکٹر توفیق الواعی کے نزدیک: هي ان تساوى فيها اللفظ والمعنى، فلا يكون اللفظ اسبق الى القلب من المعنى ولا المعنى اسبق الى القلب من اللفظ۔⁶ (بلاغت سے مراد کلام میں لفظ اور معنی کا اس طرز پر برابر ہونا ہے کہ نہ تو لفظ قلب و ذہن کی طرف معنی سے سبقت کریں اور نہ معنی لفظ سے سبقت کریں۔) علوم بلاغہ میں علم المعانی، علم بیان اور علم بدیع شامل ہیں۔ علم معانی سے کلام کو مقتضائے حال کے مطابق ادا کرنے میں مدد ملتی ہے جبکہ علم بیان ایک ہی معنی کو تشبیہ استعارہ، مجاز اور کنایہ جیسے اسلوب کے ذریعے ادا کرنے کا فن ہے۔ علم المعانی اور علم البیان سے ماوریٰ ایک ایسا بھی علم ہے جو لفظی یا معنوی جمال کے انوکھے اور اچھوتے رنگوں سے الفاظ و معانی کو مزین کرتا ہے اس علم کا نام علم بدیع ہے۔

لفظ بدیع کے لغوی معنی ہیں نکالنا، بنانا، نئی چیز پیدا کرنا۔ مصطفیٰ المرانغی کے بقول: البدیع لغة: الجديد الخترع لاعلى مثال سابق ولا احتذاء متقدم، تقول: بدع الشئ، وابدعه، فهو مبدع، وفي التنزيل⁷ (لغت میں بدیع سے مراد نئی چیز ایجاد کرنا جبکہ پہلے وجود نہ ہو، کسی شے کو نئے سرے سے بنانا یا چیز کا نئے سرے سے بنانا۔) قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَا مِّن الرُّسُلِ وَمَا أَدْرَىٰ مَا يُفَعَّلُ بِيَّ وَلَا بِكُمْ إِنَّا نَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ⁸ (ان سے کہو، ”میں کوئی نرالارسل تو نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبردار کر دینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔“ محمد طاہر اللادقی کے مطابق: البدیع فی اللغة معناه الجديد، تقول: أَبَدَعَ الشيءُ يُبَدِعُهُ فَهُوَ مُبَدِعٌ، وَأَبَدَعَ الشيءَ وَابْتَدَعَهُ: اخترعَهُ، ويقال: أَبَدَعَ الشاعر: أتى بالبدیع المُخْتَرَعِ المُبْتَكِرِ۔⁹ لغت میں بدیع کا معنی ہے نیا۔ کہا جاتا ہے نئی شے بنائی گئی، نئی چیز کو بنایا گیا اور اسکی ابتداء کی گئی۔ ”ابدع الشاعر“ یعنی شاعر نے کوئی نئی چیز پیدا کی جس کا وجود ما قبل مفقود تھا۔) اصطلاحاً بدیع سے مراد: هو علم تعرف به الوجوه والمزایا التي تُكسِبُ الكلامَ جَمالاً، والمنطق حُسناً في اللفظ والمعنى۔¹⁰ (اصطلاح میں بدیع سے مراد وہ علم ہے جس سے کلام کو خوبصورت بنانے کے طریقے معلوم کیے جائیں۔ اور کلام اور معنی میں ربط مستقی پیدا کیا جاتا ہے۔) علم تعرف به الوجوه والمزایا التي تكسب الكلام حسناً وقبولاً بعد رعاية المطابقة المقتضى الحال التي يورد فيها ووضوح الدلالة على ما عرفت في العلمين السالفين۔¹¹ (ایسا علم جس کے ساتھ وجوہات اور خصوصیات کو پہچانا جائے۔ جس کے ساتھ کلام حسن اور قبولیت کو حاصل کرتا ہے اور مقتضی الحال کے مطابق اس کی رعایت کی جائے اس طریقے پے جو علماء سلف نے دلائل کے ساتھ واضح کیا۔)

گویا کہ علم البدیع ایک ایسا علم ہے جس کی مدد سے کلام میں آرائش و زیبائش کی جاتی ہے۔ اس علم میں کلام کی ندرت، خوبصورتی و جمال، زیب و زینت اور خوبیوں سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ علم بلاغت سے تعلق رکھتا ہے۔ علم بدیع محسنات لفظیہ اور محسنات معنویہ پر مشتمل ہے۔ اس آرٹیکل میں محسنات لفظیہ کا تعارف اور آنحضور ﷺ کی جو ام الکلم احادیث میں ان محسنات کی مثالوں کو بیان کیا جائے گا جس کا مقصد یہ ہے کہ نثر و شعری ادب کے فن پاروں کے شوقین اپنی روح اور فکر کو مخدوہ کر سکیں اور جان سکیں کہ حضور اکرم ﷺ کا کلام جملہ تمام محسنات لفظیہ و معنویہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

محسنات لفظیہ

المحسنات اللفظیہ: ہی ما یشتمل علیہ الکلام من زینات جمالیة لفظیة، قد یکون بہا تحسین وتزیین فی المعنی ایضاً المحسنات اللفظیہ منہا۔¹² (محسنات لفظیہ وہ ہیں جن کے ذریعے کلام ظاہری طور پر خوبصورت ہوتا ہے اور کبھی کبھی معنی بھی۔) ذیل میں محسنات لفظیہ کا تعارف اور احادیث سے مثالیں دی جائیں گی۔

الجناس

جناس اس کو کہتے ہیں کہ دو لفظ بولنے میں ایک جیسے ہوں اور معنی میں مختلف ہوں۔¹³ بقول عبدالغنی: الجناس فی اللغة: المشاکلة والاتحاد فی الجنس۔ یقال لغة: جَانَسَهُ، إِذْ شَاكَلَهُ، وَإِذَا اشْتَرَكَ مَعَهُ فِی جِنْسِهِ، وَجِنْسُ الشَّيْءِ أَصْلُهُ الَّذِي اشْتَقَّ مِنْهُ، وَتَفَرَّعَ عَنْهُ وَاتَّحَدَ مَعَهُ فِی صِفَاتِهِ الْعِظْمَى الَّتِي تَقُومُ ذَاتَهُ۔ وَيُسَمَّى الْجِنَاسُ إِیضاً التَّجْنِيسَ۔¹⁴ (لغت میں ہم شکل اور ہم جنس ہونا، لغت میں کہا جاتا ہے۔ ہم جنس ہے جب ہم شکل ہو۔ جنس ایسی

خاصیت ہے جس میں الفاظ ایک جگہ سے نکلنے ہیں اور صفات میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ انہیں جناس اور تجنیس بھی کہا جاتا ہے۔

جناس کے اصطلاحی معنی ہیں: هُوَ ان يَتَشَابَهَ اللَّفْظَانِ فِي النَّطْقِ وَيَخْتَلِفَانِ فِي الْمَعْنَى.¹⁵ (دو الفاظ جو بولنے میں ایک جیسے ہوں لیکن ان کے معنی مختلف ہوں۔) معین الدین دیب کے ہاں جناس سے مراد ہے: أَنْ يَتَشَابَهَ بِهِ اللَّفْظَانِ نَطْقًا وَيَخْتَلِفَانِ مَعْنَى.¹⁶ (یہ کہ دو الفاظ بولنے میں ایک جیسے ہوں لیکن معنی میں مختلف ہوں۔) الجناس کی اقسام:

الجناس کی دو قسمیں ہیں۔

• الجناس التام:

الفاظ میں آپس میں چار چیزوں میں اتفاق ہو۔

1. عدد حروف۔

2. ترتیب حروف۔

3. ہیئت حروف۔

4. نوع حروف۔

• الجناس غیر التام / ناقص:

صاحب مفتاح العلوم کے مطابق جناس ناقص وہ ہے کہ جو اپنی ہیئت، ترتیب، عدد حروف اور نوع حروف میں مخالف

ہوں۔¹⁷

کلام نبوی ﷺ سے جناس کی مثالیں

آنحضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ عربی ادب کا شاہکار ہیں جن میں ادب کے تمام سخن اور اصناف ملتی ہیں۔ جناس تام اور جناس غیر تام کی مثالیں بھی آپ ﷺ کی احادیث میں بکثرت ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا: فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَانَهُ مِنْ شَذِّ شَذِّ فِي النَّارِ.¹⁸ (سو تم سواد اعظم کی اتباع کرو، کیوں کہ جس نے اسے چھوڑا وہ آگ میں جاگرا۔) مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں لفظ "شذ" اور "شذ" ایک جنس سے ہیں لیکن ان دونوں کے معنی مختلف ہیں۔ پہلے شذ کا معنی اکیلا ہونا یا چھوڑنا ہے جبکہ دوسری جگہ اس لفظ کا مطلب ہے گرنے۔ ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّظُّوْا الظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلْمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.¹⁹ (ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہو گا۔) اس حدیث میں پہلے "ظلم" سے مراد زیادتی، حق تلفی اور تشدد ہے جبکہ دوسری جگہ اس لفظ سے مراد اندھیرا ہے۔ یہ جناس کی عمدہ مثال ہے۔ جناس جملے کو خوبصورتی و جمال سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ خاص تاثیر اور کمال بھی بخشتا ہے۔ جس سے جملے کی قدر و قیمت میں کما حقہ اضافہ ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ سے مروی ایک اور خوبصورت الفاظ پر مبنی حدیث ہے جو جناس کی مکمل تصویر کشی کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.²⁰ (پانی پانی سے ہے۔) یہاں پر جناس "الماء" اور "الماء" کے

درمیان ہے پس پہلے لفظ الماء سے مراد غسل یاد دیگر ضروریات پوری کرنے لیے استعمال ہونے والا پانی جبکہ الماء الثانی سے مراد دوران مباشرت خارج ہونے والا پانی ہے۔ یعنی جب میاں بیوی مباشرت کریں تو ان کا پانی خارج ہونے پر ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ فقہی اعتبار سے یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ ایک اور مثال ہے: ان الصحابة نازعوا جرير بن عبد الله زمامه" فقال رسول الله ﷺ: خلوا بين جرير والجرير: اي دعوله زمامه۔²¹ (اس کا قصہ چھوڑ دو، جریر جریر کے لیے ہے۔ یعنی اس کی زمام چھوڑ دو۔)

اس حدیث میں لفظ جریر دو مرتبہ آیا ہے۔ دونوں کلمات میں مماثلت تامہ ہے پہلے "جریر" سے مراد صحابی کا نام ہے اور دوسرے کلمہ "الجریر" سے مراد بھاگ ڈور یا رسی ہے۔ یہ جناس تام کی مثال ہے۔ جناس التام کی دو قسمیں ہیں۔

1. الجناس التام متماثل

ایسا کلام جس میں دونوں الفاظ کا تعلق نوع واحد سے ہو یعنی یا تو دونوں اسم ہوں، یا دونوں فعل ہوں یا حرف ہوں۔ مثال: عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الله عزوجل يباهي ملائكته عيشة عرفة باهل عرفة فيقول: انظروا الى عبادي اتوفى شعثاً غبيراً۔²² (اللہ کے نزدیک عرفہ کے دن سے زیادہ کوئی افضل دن نہیں ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آسمان پر نازل ہوتا ہے۔ پس آسمان والوں کے سامنے زمین والوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میرے ان بندوں کو دیکھو میرے پاس گرد و غبار سے اٹے ہوئے آئے ہیں۔) اس میں جناس ان دو الفاظ میں ہے۔ "عشيتة عرفه" "واهل عرفه" پس پہلے کلمہ "عرفه" سے مراد ذی الحجہ کی 9 تاریخ ہے اور دوسرے "عرفه" سے مراد پہاڑ ہے جو مملکت سعودی عرب میں پایا جاتا ہے۔ پس دونوں کلموں "عرفه" میں عدد حروف، ہیئت، ترتیب اور نوع کے لحاظ سے اتفاق پایا جاتا ہے۔ اس لیے اسے الجناس تام متماثل کہا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے: عن ابی زر قال: قال لی رسول اللہ ﷺ "یا! ابازر! آتری کثرت المال هو الغنی؟ قلت: نعم یا رسول اللہ ﷺ، قال: فتری قلۃ المال هو الفقیر؟ قلت: نعم یا رسول اللہ ﷺ۔ قال: انما الغنی غنی القلب والفقیر فقر القلب۔ (حضرت ابوزر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اے ابوزر جس کے پاس زیادہ مال ہو وہ غنی ہوتا ہے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ پھر پوچھا: جس کے پاس مال کی کمی ہو وہ فقیر ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو، اور غریب وہ ہے جو دل کا فقیر / تنگ دل ہو۔)

مندرجہ بالا حدیث میں غنی سے مراد مالدار ہونا اور دوسرے موقع پر لفظ غنی کا مطلب بے نیاز ہونا ہے۔ ایک اور حدیث ہے: لیس الغنی عن کثرة العرض ولكن الغنی غنی النفس۔ (امیری سامان کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی امیری تو دل کی امیری ہے۔) اس حدیث میں لفظ غنی کا ایک جگہ کثرت مال مراد ہے جبکہ دوسری جگہ بے نیازی اور سخاوت مراد ہے۔

2. الجناس تام المستونی:

یہ جناس تام کی دوسری قسم ہے۔ اس سے مراد ہے دو ایسے الفاظ دو مختلف نوع سے ہوں۔ مثال کے طور پر حدیث ہے: عن انس بن مالک عن رسول اللہ ﷺ قال الله عزوجل ان امتك لايزالون يقولون ماكذا؟ ماكذا؟ حتى يقولوا: "هذا الله خلق الخلق فمن خلق الله"۔²³ (انس بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری امت کے لوگ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ آخر یہ کہیں گے اللہ نے خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔)

حدیث بالا میں لفظ "خلق" پہلے مقام پر بمعنی فعل آیا ہے جیسا کہ اللہ خالق ہے اور دوسرے مقام پر "العباد" کے معنوں میں آیا ہے پس دونوں الفاظ عدد حروف، ہیئت اور صفات میں متفق ہیں جبکہ نوع میں مختلف ہیں یعنی ان میں سے پہلا فعل اور دوسرا بطور اسم آیا ہے یعنی دونوں کلمات نوع میں مختلف ہیں۔ لہذا اسے جناس تام المستوفی کہیں گے۔

• جناس غیر تام:

جناس غیر تام سے مراد ہے ایسا کلام کہ جس میں "تام" کی چار صفات میں سے کوئی ایک صفت مفقود ہو۔ جناس غیر تام کی پانچ صورتیں یا اقسام ہیں۔

1. الجناس الناقص

ایسا کلام جس میں موجود دونوں ہم جنس الفاظ میں عدد حروف میں اختلاف ہو۔ مثال کے طور پر: عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال: جاء عمار يستاذن علی النبی ﷺ فقال ائذنوله مرحبا بالطيب المطيب۔²⁴ (اس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ خوشبودار کو خوش آمدید۔) یہاں جناس "الطيب والمطيب" کے درمیان ہے۔ یہاں دوسرے لفظ المطيب میں حرف کی زیادتی ہے یعنی اس لفظ میں میم پہلے لفظ کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ یہ جناس غیر تام کی قسم جناس ناقص کی مثال ہے۔

2. الجناس محرف

یہ جناس غیر تام کی وہ قسم ہے جس میں دو الفاظ ہیئت حروف کے اعتبار سے مختلف ہوں مثال کے طور پر حدیث نبوی ﷺ ہے: عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ: ان رسول اللہ ﷺ كان يقول: اللهم كما حسنت خلقی فَحَسِّنْ خُلُقِي۔²⁵ (اے اللہ جیسے تو نے میری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے۔) اس حدیث میں دو الفاظ خلقی و خلقی ترکیب میں مساوی ہیں لیکن معنی اور وزن کے اعتبار سے دونوں مختلف ہیں۔ پہلا کلمہ "خُلُقِي" پیداؤں اور تخلیق سے تعلق رکھتا ہے جبکہ دوسرا کلمہ "خُلُقِي" جس کا مطلب حسن و جمال سیرت اور خصلت ہے۔ ایک اور مثال ہے: عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال لجعفر بن ابی طالب: اشبهت خُلُقِي وَ خُلُقِي۔²⁶ (اے جعفر تم صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہو۔) یہاں پہلے خُلُقِي سے مراد ظاہری مشابہت اور دوسرے خُلُقِي سے صفات میں مطابقت و مشابہت کی طرف اشارہ ہے۔ جناس محرف کی ایک اور مثال ہے: عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: قال الله أَنفِقْ يا ابن آدم أَنفِقْ عَلَيْكَ۔²⁷ (ابو ہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کہتا ہے اے بنی آدم خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔) أَنفِقْ اور أَنفِقْ میں جناس ہے دونوں حروف میں ہیئت حروف کے اعتبار

سے اختلاف ہے۔ پہلے حرف میں امر کا صیغہ ہے اور دوسرے کلمے میں فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ جس میں یہ ضمانت قدرت الہی کی طرف سے دی جا رہی ہے کہ اگر تم خرچ کرو گے تو تمہیں بھی دیا جائے گا۔ نیز اس میں علت اور معلول کا تعلق بھی ہے۔

3. الجناس مصرف:

ایک حرف کی وجہ سے دو الفاظ ترکیب میں مختلف ہو جائیں تو ایسی صورت کو جناس مصرف کہتے ہیں۔ مثلاً عن عروہ بن الجعد، عن النبی ﷺ قال: الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة۔²⁸ (برکت گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک باندھ دی گئی ہے۔) مثال بالا میں دونوں حروف "النخيل" اور "الخير" وزن میں مشابہ ہیں لیکن حروف کی ترکیب کے اعتبار سے مختلف ہیں اور یہ اختلاف حرف واحد "الرا" کی وجہ سے ہے۔ یہ جناس مصرف کی مثال ہے۔

4. الجناس المقلوب:

جناس مقلوب سے مراد وہ جناس ہے جس میں دو کلمات ہم جنس کے درمیان ترتیب میں اختلاف ہو۔ یہ اختلاف تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے بھی ممکن ہے۔ مثال کے طور پر غزوہ خندق کے دوران صحابہ نے شدت خوف و ہزن کے عالم میں آپ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! هل من شيء نقوله فقد بلغت القلوب الحناجر، قال: نَعَمْ اللهم استر عوراتنا وامن روعاتنا۔²⁹ (یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسی شے ہے جو ہم کہہ سکیں کہ ہمارے کلیجے منہ کو آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرما اور ہماری گھبراہٹ کو اطمینان میں بدل دے۔) عوراتنا اور روعاتنا تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے حروف کی ترتیب میں فرق ہے اسے جناس مقلوب کہتے ہیں۔

5. جناس تبدیل:

جناس تبدیل جناس غیر تام کی وہ قسم ہے جس میں دونوں مماثل لفظ بالترتیب اپنی جگہ بدل لیں۔ یعنی پہلے کلمے میں دو کلمات کی جو ترتیب ہو دوسرے کلمے میں ان دونوں مماثل الفاظ کی جگہ بدل جائے۔ مثال کے طور پر حدیث نبوی ﷺ ہے: جار الدار احق بدار الجار۔³⁰ (گھر کا ہمسایہ گھر کا زیادہ حقدار ہے۔) اس حدیث سے حق شفیعہ کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے۔

2-1 السجع:

سجع کا شمار بھی محسنات لفظیہ میں ہوتا ہے۔

لغوی معنی:

سجع کے لغوی معنی ہیں۔ موافق ہونا۔

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں سجع کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ وهو توافق الفاصلتين في الحرف الاخير۔³¹ (سجع دو فاصلوں کا آخری حرف میں موافق ہونا ہے اور بہتر سجع وہ ہے جسکے فقرے برابر ہوں۔) بقول خطیب التبریزی: وهو توافق

الفاصلتین من النثر علی حرف واحد، وهو معنی قول السکاکی هو فی النثر کا القافية فی الشعر۔³² (نثری کلام میں دو فاصلوں کا موافق ہونا اور سکا کی کا بیان ہے کہ سجع نثر میں ایسے ہی ہے جیسے شعر میں قافیہ۔) سجع کی اقسام مع امثلہ احادیث: سجع کی تین اقسام ہیں۔

(1) الطرف:

وهو ما اختلف فاصلتاه فی الوزن واتفقنا فی الحرف الاخير۔³³ (مطرف سے مراد ہے کلام میں دو فاصلوں کا وزن میں اختلاف جبکہ آخر میں اتفاق ہو۔) مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا وَاَعْطِ مَمْسِكًا تَلْفًا۔³⁴ (اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے اور روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔) ایک اور مثال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَيَّ الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِزُّهُ۔³⁵ (ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان پر ہمہ جہتی حرمت حاصل ہے۔ اسکی جان، اس کا مال اور اس کی آبرو کلیتاً حرام ہے۔) مثال بالا میں اوزان میں اختلاف جبکہ آخری دو حروف میں موافقت ہے۔ اسی کو مطرف کہتے ہیں۔

(2) التوازی:

وهو ما كان الاتفاق فيه فی الكلمتين الاخيرتين فقط۔³⁶ (متوازی سے مراد سجع کی وہ قسم ہے جس میں کلام کے آخری کلمات کے آخری حروف میں موافقت ہو۔) مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا: اعوذ بالله من جهد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتة العدا۔³⁷ (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، مصائب سے، بد بختی سے اور برے فیصلے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔) التمسوا الجارَ قَبْلَ الدَّارِ، وَالرَّفِيقَ قَبْلَ الطَّرِيقِ۔³⁸ (کہیں بھی گھر تلاش کرنے سے پہلے اچھا ہمسایہ تلاش کرو اور عازم سفر ہونے سے پہلے اچھا رفیق تلاش کرو۔) آپ ﷺ سے مروی ہے: یا ایہا الناس افسحوا السلامَ وطمعوا الطعام وصلُّوا بالیل والناس نيامٌ تدخلوا الجنة بسلام۔³⁹ (لوگو سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو صلاۃ پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: لا تكونوا عیناً یئس ولا مداحین ولا طعانین ولا متماوتین۔⁴⁰ (بہت زیادہ عیب جو مت بنو، کسی کی بہت زیادہ تعریف کرنے والے مت بنو، بہت زیادہ طعنہ زن مت بنو اور اپنے آپ کو بہت زیادہ عبادت گزار مت ظاہر کرو۔) آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: حیاتک قبل موتک، فراغک قبل شغلیک، وغناک قبل فقرك، وشبابک قبل هرمک، وصحتک قبل سقمک۔⁴¹ (موت سے پہلے زندگی کو، مشاغل تفکرات میں مبتلا ہونے سے پہلے وقت کی فراغت و اطمینان کو، فقر و افلاس سے پہلے تو نگری و خوشحالی کو، پڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور بیماری سے پہلے صحت کو۔)

(3) مرصع:

وهو ما كان فيه الفاظ احدی الفقرتين کلها او اکثرها مثل ما بقابلها من الفقرة الاخری وزناً وتقفیة۔⁴² (دوسرے فقرے کے تمام الفاظ یا اکثر الفاظ پہلے فقرے کے الفاظ کے مثل ہوں وزن اور قافیہ میں۔) آپ ﷺ

نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ قَيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاضْطَّاءَ الْمَالِ-⁴³ (اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے (غلط اور فضول) گفتگو، کثرت سے سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔) ایک حدیث میں ہے: یا ابن آدم۔ اتَّقِ زَيْكَ وَبِرِّ وَالِدَيْكَ۔ وَصِلْ رَحِمَكَ يَزِدْ لَكَ فِي عُمْرِكَ وَيُبَسِّرْ لَكَ يُسْرِكَ وَيُجَنِّكَ عُسْرَكَ وَيُبَسِّطُ لَكَ فِي رِزْقِكَ-⁴⁴ (اے ابن آدم اپنے رب سے ڈرو، اپنے والدین سے حسن سلوک کرو اور صلہ رحمی کرو، تمہاری عمر دراز ہوگی، تمہیں آسانیاں نصیب ہوگی، تم تنگی و پریشانی سے محفوظ رہو گے اور تمہارے رزق میں اضافہ کر دیا جائے گا۔)

ایک موقع پر فرمایا: و عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول اللہ ﷺ كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان حبيبتان الى الرحمان، سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم-⁴⁵ (حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں اور رحمان کو بہت پیارے ہیں، پاک ہے وہ ذات اللہ کی جو عظمت والی ہے، اللہ تعالیٰ ہر طرح کے عیوب اور نقائص سے مبرا اور پاک ہے اور ہر طرح کی حمد و ثناء کے لائق ہے۔) الغرض سب سے علم البدیع کی ایک ایسی قسم ہے جو کلام میں ترنم پیدا کرتی ہے اور سننے والا اسے فوراً زبر کر لیتا ہے۔ یہ کلام کو ظاہری حسن سے مالا مال کر کے اس میں موسیقی اور گنگناہٹ کی خوبی پیدا کرتی ہے۔

3- الاقتباس

اقتباس سے مراد ہے کہ متکلم اپنے کلام کے درمیان قرآن کریم کی کسی آیت یا حدیث پاک کا کوئی حصہ لائے لیکن یہ نہ واضح کرے کہ یہ حصہ قرآن کریم یا حدیث مبارکہ سے لیا گیا ہے۔

اقتباس کا لغوی معنی:

معین الدین ادیب کے نزدیک: الاقتباس لغة: جاء في اللسان (قبس) "وفي التهذيب: القبس: شعلة من نار تقتبسها من معظم واقتباسها الاخذ منها واقتبست منه علماً ايضاً، اي استفدته--- واتانافلان يقبس العلم فاقتبسناه، اي علمناه" ظاہر اذا معنى الاخذ في الاقتباس والقابس كما تمحور في الاستعمال هو الاخذناراً او علماً۔ والعلم نور والنار من معاني النور المجازيه فالشعر القديم والحديث جعل للمعرفة ناراً۔⁴⁶ (قبس سے مراد آگ کی ایک چٹکھاڑ ہے جس سے آگ کا آلاؤ جلا یا جائے اور اس سے مراد علم بھی ہے یعنی علمی لحاظ سے کسی کے علم سے استفادہ کرنا۔ علم کو نور اور نار سے تعبیر کیا گیا ہے اور نار نور سے مجازی معنی کے طور پر لیا جاتا رہا ہے قدیم شعراء کے ہاں۔)

اصطلاحی معنی:

ان يتضمن الكلام نثراً او شعراً شيئاً من القرآن الكريم او الحديث الشريف لاعلى ان المقتبس جزءاً منه۔ ويجوز ان يُعَيَّر المقتبس في الآية او الحديث قليلاً۔⁴⁷ (وہ کلام نثر یا کلام شعر جس میں قرآن مجید یا حدیث شریف کے کچھ حصہ کو شامل کر لیا جائے اور یہ واضح نہ کیا جائے کہ یہ قرآن یا حدیث کا حصہ ہے اور اقتباس کیے ہوئے اثر میں تھوڑی تبدیلی بھی جائز ہے۔) اقتباس کلام کو جہاں حسن و رعنائی کی معنی خیز بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے وہیں کسی اہم تاریخی واقعہ یا

حادثہ کو چند لفظوں میں بیان کر دیتا ہے۔ اقتباس کی مدد سے مخاطبین کے سامنے اپنے مافی الضمیر کو کھول کر بیان کرنا سہل ہو جاتا ہے اور مخاطب کے لیے اس کلام میں کشش بڑھ جاتی ہے۔ یہ فکری ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقتباس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں ماخوذ عبارت اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوتی ہے جبکہ دوسری قسم میں عبارت اپنے اصل معنی میں استعمال نہیں ہوتی، بلکہ اصل موضوع سے منتقل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم میں ہے: لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ⁴⁸ (جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔)

اسی نوع کا مضمون احادیث نبوی ﷺ میں بھی ہے۔ اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اعْظَمُ الْخَطَا اللِّسَانُ الْكَذُّوبُ۔⁴⁹ (سب سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے۔) نثری اور شعری ہر دو کلام میں اقتباس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ باقی تمام محسنات لفظیہ کی نسبت اقتباس کا استعمال اور قدر و قیمت کہیں بڑھ کر ہے۔ اقتباس کی مثال نور کی ایسی کرن سی ہے جس سے کلام اور فکر کو دلیل ملتی ہے اور متکلم اپنے کلام اور مافی الضمیر کو ایک خاص جہت میں ڈھالنے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ آنحضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے کلام میں قرآن کریم سے اقتباسات لیے ہیں۔ اسی طرح مختلف شعراء اور ادباء نے آنحضرت ﷺ کی احادیث کے مکمل یا بعض حصوں سے اقتباس لیے ہیں۔ یہ مقتبس کلام کسی خاص تاریخی واقعہ، کسی خاص عدد یا کسی اہم حادثہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس نوع کلام میں ادیب یا شاعر اقتباس کرتے وقت یہ تصریح نہیں کرتا کہ وہ اس خاص حصہ کو قرآن کریم یا حدیث مبارکہ سے لے رہا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تسلسل میں یہ مقتبس حصہ ادیب کا اپنا ہی کلام ہے۔ قرآن کریم ایک جامع الہامی کتاب ہے۔ اقتباس کا لفظ قرآن کریم میں استفادہ کرنے اور ایسی روشنی کے ہیں جس سے مدد لے کر راستہ تلاش کرنے اور منزل مقصود تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ ادبی اصطلاح میں کسی اور مصنف یا مفکر کی تحریر میں سے کوئی منتخب حصہ کسی خاص مقصد کے حصول کے لیے اپنے کلام میں درج کرنا اقتباس کہلاتا ہے۔ اس خاص حصہ کو واوین میں لکھا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ الحدید آیت نمبر 13 میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَ الْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْظَرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ اَرْجِعُوْا وَّرَاۤءَكُمْ فَاَلَنْتُمْسُوْا نُوْرًا ۗ قَضَرَبَ بِيْنَهُمْ سُوْرٌ لَّهٗۤ اَبَاطٌۢ بِاٰطِنَهٗۤ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظٰبِرُهٗۤ مِنْ قَبِيْلِهٖ الْعَدَابُ⁵⁰ (اس روز مردوں اور عورتوں کا حال یہ ہو گا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ مگر ان سے کہا جائے گا پیچھے ہٹ جاؤ، اپنا نور تلاش کرو پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہو گا۔ اس دروازے کے اندر رحمت ہو گی اور باہر عذاب۔) آیت بالا میں "نَقْتَبِسْ" کا لفظ روشنی لینے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ لہذا قرآن کریم میں بھی اس لفظ سے مراد لینا، استفادہ کرنا، روشنی پانا، نور حاصل کرنا وغیرہ لیا گیا ہے۔ لغت میں اقتباس آگ کی چنگاری کو تلاش کرنے کو بھی کہا جاتا ہے۔ جس طرح آگ جلانے کے لیے چنگاری کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح کسی چیز سے استفادہ کرنے کو بھی اقتباس سے موسوم کیا جائے گا۔

مقتبس النبوی ﷺ من القرآن:

نبی کریم ﷺ کی شان و عظمت اس بات سے منزہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے کلام کے دوران کسی انسان کے کلام سے اقتباس لیتے۔ آپ ﷺ نے قرآن کریم سے اقتباس لیے اور اپنے کلام کو ضوء بخشی۔ آپ ﷺ کے اقتباس لینے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے کلام مقتبس اور مقتبس منہ میں معنی اور غرض ایک ہوتی اور بعض مقامات پر الفاظ اور ترتیب بھی متماثل ہوتی۔ مثال کے طور پر حدیث نبوی ﷺ ہے۔ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِبْصِعَةَ هَذِهِ۔ وَأَشَارَ يَحْيَىٰ بِالسَّبَابَةِ۔⁵¹ (اللہ کی قسم دنیا کی آخرت کے مقابلے میں مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی ایک اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے تو دیکھے اس کی انگلی کتنا پانی لاتی ہے۔) اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ باور کروانا تھا کہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں بے وقعت ہے۔ جیسا کہ یہ چند لمحات کی متاع ہے اور آخرت کی زندگی فنا ہونے والی نہیں۔ "متاع لحظہ" اور "متاع ابد" ہونے میں کتاب اللہ سے مقتبس ہے۔ قرآن کریم میں ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ طَرَفًا أَرَضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ⁵² (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تو تم زمین سے چٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دُنویٰ زندگی کا یہ سب سر و سامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔) ایک اور آیت میں ہے: اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَ يَقْدِرُ ۗ وَ فَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَ مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ⁵³ (اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تارزق دیتا ہے۔ یہ لوگ دُنویٰ زندگی میں مگن ہیں، حالانکہ دُنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاعِ قلیل کے سوا کچھ بھی نہیں۔) اقتباس کی ایک مثال آپ ﷺ کے کلام سے اس موقع پر سامنے آئی جب لبید بن اعصم نے آپ ﷺ پر جادو کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: وَاللّٰهِ يَا عَائِشَةُ لَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ: قَدَعَا فَا نِي اللّٰهُ فَكَرِهْتُ اَنْ اَنْوَرَ عَلٰى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا۔ فَاَمَرَ بِهَا قَدْ فَنِتْ۔⁵⁴ (اے عائشہ! اس کنویں کا پانی گویا کہ مہندی ملا ہوا تھا اور اس کی کھجوریں گویا شیطانوں کے سر تھے۔) عائشہ بیان کرتی ہیں) میں نے کہا کیا آپ نے اسے نکالا ہے۔ فرمایا نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفاء دے دی ہے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس کا شر لوگوں میں اٹھاؤں۔) آپ ﷺ کا تھوہر کی کلیوں کو انکی بھیانک شکل اور ناپسندیدگی کے باعث روؤس شیاطین سے تشبیہ دینا اس قول الہی سے مقتبس ہے۔ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ⁵⁵ (اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔) یہ مثالیں تھیں جن میں آپ ﷺ نے کلام الہی سے اقتباس لیے۔ اس کے برعکس احادیث نبوی ﷺ سے شعراء و ادباء نے اپنے کلام میں اقتباس لیے ہیں جن کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔ حدیث مبارکہ میں وارد ہے: الْحَيَاءُ عِقَالٌ يَحْجِزُ النَّفْسَ عَنِ شَهْوَاتِهَا۔ فَإِذَا لَمْ تَسْتَجِ فَاصْنَعِ مَا شِئْتَ۔ (حیاء ایک رسی ہے جو نفس کو خواہشات سے روکتی ہے۔ جب شرم نہ رہے تو جو چاہے کر۔) مَا أَخَذَرَ الظَّالِمَ أَنْ يَسْتَفِظَعَ أَنَامَهُ۔ وَأَنْ يَسْلُكَ سَبِيلَ التَّوْبَةِ وَالتَّدَامَةِ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔⁵⁶ (کیا ہی لائق ہے ظالم کے لیے کہ وہ اپنے گناہوں کو خوفناک سمجھے اور توبہ و ندامت کی راہ چلے، اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں

ہو گئی۔) آنحضور ﷺ کا کلام حسن اقتباس کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ادبی ذوق رکھنے والے افراد کے لیے آپ ﷺ کے کلام کے ہر ہر گوشے میں مسرت و دلنشین گوہر پوری چمک کے ساتھ بکھرے نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ کا کلام مقتبس من کلام اللہ بھی ہے اور شعراء و ادباء کے لیے مقتبس منہ بھی ہے۔

4- ردالاعجاز علی الصدور:

محسنات لفظیہ میں سے ایک اہم قسم ردالاعجاز علی الصدور ہے۔ کلام میں ایک ہی لفظ کو دو بار لانا ردالاعجاز علی الصدور کہلاتا ہے۔ پہلی مرتبہ وہ لفظ فقرے یا عبارت کے شروع میں لایا جاتا ہے جبکہ مکرر استعمال کی صورت میں اسے کلام کے آخر میں جگہ دی جاتی ہے۔ علامہ الخطیب القروینی نے ردالاعجاز کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ هُوَ اَنْ يَجْعَلَ اَحَدَ اللَّفْظَيْنِ الْمَكْرُوبَيْنِ اَوْ الْمُتَجَانِسَيْنِ، اَوْ الْمَلْحَقَيْنِ بَعْمَا، فِي اَوَّلِ الْفَقْرَةِ وَالْآخِرَةِ فِي آخِرِهَا۔⁵⁷ (ایک ہی لفظ کو دو بار دہرانا ایک مرتبہ فقرے کے شروع میں اور دوسری مرتبہ فقرے کے آخر میں۔) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ تَخَشَى النَّاسَ ۗ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ ۗ⁵⁸ (تم لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔) اس آیت میں ردالاعجاز کی مثال لفظ تخشى ہے جو ایک مرتبہ آیت کے شروع میں اور مکرر استعمال کی صورت میں آیت کے آخر میں آیا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ سے بھی اس کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے کلام میں ایک خاص قسم کا لطف اور عمدگی پیدا ہوتی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو مدینہ کے لوگ کھجور کی پیوند کاری کیا کرتے تھے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ پیوند کاری سے فصل زیادہ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم یہ کیا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب میں بتایا کہ مدت دراز سے وہ ایسے ہی کرتے آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا شاید تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہو۔ چنانچہ اگلی فصل میں پیوند کاری نہ کرنے کی صورت میں فصل کم ہوئی۔ صحابہ نے آپ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَايٍ، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔ (سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں تو ایک انسان ہوں جب میں تمہارے دین سے متعلق کوئی حکم جاری کروں تو تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جب میں اپنی ذاتی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں بھی تو ایک انسان ہوں۔) اس حدیث میں " اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" کے الفاظ الاعجاز علی الصدور کی مثال ہیں۔ مخاطبین پر ایسے کلام کا اثر دیر پا ہوتا ہے۔ نیز کلام میں ندرت اور جاذبیت پیدا ہوتی ہے۔

5- الموازنہ:

کلام میں محسنات لفظیہ کی ایک اور اہم قسم موازنہ ہے کلام میں پہلے مصرعے اور دوسرے مصرعے کے آخری الفاظ ہم وزن ہوتے ہیں لیکن ان دونوں کے آخری حروف مختلف ہوتے ہیں۔ ہی تساوی الفاصلتین فی الوزن دون التقفیہ۔⁵⁹ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ نَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۗ وَ زَرَائِبُ مَبْنُوتَةٌ ۗ⁶⁰ (گاؤں کی تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے۔) پس لفظ "مصفوفہ" اور "مبثوثہ" وزن میں مساوی ہیں لیکن تقفیہ میں مساوی نہیں ہیں۔ فرمان الہی ہے: وَ اَتَيْنَهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ۗ وَ هَدَيْنَهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۗ⁶¹ (ان کو نہایت واضح کتاب عطا کی، انہیں راہ راست دکھائی۔) فا المستبين والمستقيم موازنة لانهما تساويان في الوزن دون التقفية۔⁶² مستبين اور مستقيم

موازنہ ہے دونوں وزن میں مساوی ہیں جبکہ تفسیر / قافیہ میں مساوی نہیں ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ کلام کی یہ قسم سجع سے ملتی جلتی ہے فرق یہ ہے کہ سجع میں دونوں فاصلوں کے آخری حروف میں اعتدال و مماثلت ہوتی ہے جبکہ: واما الموازنة ففيها الاعتدال الموجود في السجع ولا تماثل في فواصلها فيقال ان: (كل سجع موازنة وليس كل موازنة سجعا، وعلى هذا فالسجع اخص من الموازنة۔⁶³ (موازنہ میں دونوں عبارتوں کے آخر میں اعتدال ہوتا ہے لیکن تماثل حروف نہیں ہوتا۔ تاہم ہر سجع موازنہ تو ہوتا ہے لیکن ہر موازنہ سجع نہیں ہوتا کیونکہ سجع موازنہ کی نسبت زیادہ اہم ہے۔) احادیث سے موازنہ کی مثال مندرجہ ذیل ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: آفة الدين ثلاثة: فقيهٌ فاجِرٌ، وإمامٌ جابِرٌ، ومُجتهدٌ جابِلٌ۔⁶⁴ (دین کی آفات تین ہیں: فاسق و فاجر عالم دین، ظالم حکمران اور جاہل مجتہد۔) حدیث بالا میں کلام کے دونوں فاصلوں میں موازنہ ہے۔ فاجر اور جاہل وزن میں ایک جیسے ہیں جبکہ الفاظ میں عدم مماثلت پر مبنی ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: أحبب حبيبك هونا ما عسى أن يكون بغيضك يوما وأبغض بغيضك هونا ما عسى أن يكون حبيبك يوماً۔⁶⁵ (اپنے دوست سے محبت میں میانہ روی رکھو ہو سکتا ہے کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی میں بھی میانہ روی اختیار کرو ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔) حدیث بالا میں لفظ "هونا" اور "يوما" ہم وزن تو ہیں لیکن دونوں اطراف کے الفاظ میں مماثلت نہ ہونے کی وجہ سے یہ سجع کی بجائے موازنہ کے زمرے میں آئیں گے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے: حَصَلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبِخْلُ، وَسَوْءُ الْخُلُقِ۔⁶⁶ (دو خصلتیں ہیں جو مومن کامل میں جمع نہیں ہو سکتیں، ایک کنجوسی اور دوسری بد خلقی۔) اس مثال میں بھی کلمات "البحل" اور "الخلق" ہم وزن ہیں لیکن آخری حروف کے اعتبار سے ان میں عدم مماثلت پائی گئی ہے۔ لہذا یہ الموازنہ کی مثال ہے۔

خلاصہ بحث

الخصر، فصاحت یعنی صاف، سہل، روشن اور سادگی پر مبنی کلام، اعلیٰ پائے کے مبلغ اور خطیب کی اہم خوبی ہے۔ یعنی، بلاغت یعنی کلام کو اس انداز سے دوسروں کو پہنچانے کی سعی کرنا کہ سامعین و قارئین کی سمجھ اور عقل کو ذریعہ کرتے ہوئے اس مقصد کو پایا جائے جس کے لیے کلام کو لایا جانا مقصود تھا۔ علوم بلاغت میں علم معانی، علم بیان اور علم بدیع ہیں۔ علم بدیع سے مراد وہ علم ہے جس کی مدد سے کلام کو تزئین و آرائش سے مزین کیا جاتا ہے کلام کو حسن بخشا جاتا ہے۔ یہ تزئین و آرائش ظاہری نوعیت کی ہوتی ہے۔ علم بدیع کی دو اقسام ہیں۔ ایک محسنات لفظیہ اور دوسری محسنات معنویہ۔ محسنات لفظیہ سے مراد ظاہری یعنی لفظی خوبصورتی و خوبی ہے۔ محسنات لفظیہ میں الجناس، السجع، الاقتباس، رد الایجاز علی الصدور اور الموازنہ زیادہ معروف ہیں۔ یہ محسنات لفظیہ کلام کو ظاہری حسن سے مالا مال کرتے ہیں اور مداحین کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ احادیث نبویہ میں جو امع الکلم احادیث جو آنحضور ﷺ کے نادر نمونہ کلام کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں محسنات لفظیہ کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضور ﷺ کا کلام معنوی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ لفظی حسن کا بھی حامل ہے۔ جن سے ہدایت کی روشنی کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کی تسکین کا سامان بھی وافر مقدار میں ملتا ہے۔ آپ ﷺ کا کلام حکمتوں کے خزانے لیے ہوئے ہے اور ساتھ ساتھ محسنات لفظی یعنی ظاہری حسن کی اعلیٰ مثال بھی ہے۔

References

- ¹ Al Quran, Al Qasas 28: 34
- ² Muajam-ul-Mustalihat Al Arabia fi Lughat waladab - wahba, Al Majdi p: 152.
- ³ Adeeb, Moen Uddin. Aloom ul Balagha (Al bade walbiyan walmani). (Tarabulas, Lebnan: Almosasa tul hadithia lil kitab, 2003)
- ⁴ AL- Hashmi, Sayed Ahmad - jawahir-ul- Balagha - (Bairut: Dar-ul-Kutub, Al-Islamia), p: 28.
- ⁵ Ibid., p: 31
- ⁶ Al-Waii, Taufique, Al-Khatabat-u-wa edad-ul-Khatib-Dar ul Yaqeen, (Egypt: 1999), p: 415.
- ⁷ Almrighi, Ahmed Mustafa. Aloom ul balagha. (Beruit, Labnan: Daralkutab alelmia, 1993), 3rd edition, p: 318
- ⁸ Al Ahqaf 46: 9
- ⁹ Al edlaqi, Muhammad Tahir. Al mubsit fi aloom ul balagha (almani walbiyan walbadee). (Beruit: Almaktaba tul asriya, 2005), p: 205
- ¹⁰ Al mubsat fi aloom ul balagha. p: 205
- ¹¹ Almrighi, Ahmed Mustafa. Aloom ul balagha, (Beruit, Labnan: Daralkutab alelmia, 1993), 3rd edition, p: 318
- ¹² Abdul Ghani, Eman Ameen. Alkaafi fil balagha (Albiyan walbadee walmani). (Alazhar: Dar altofiqia lilturas darb alitrak khulfa aljamia, 2008), p: 168
- ¹³ Palan puri, Hifzur Rehman. Alrehmatul wasia fi hallil balagha alwazia. (Maktaba alithad Deoband (Up) Saharan pur: maktaba Ibn e Abbas Mumbai), p: 427
- ¹⁴ Abdul Ghani, Eman Ameen. Alkaafi fil balagha (Albiyan walbadee walmani). (Dar altofiqia lilturas darb alitrak khulfa aljamia alazhar, 2008), p: 225
- ¹⁵ Ibid., p: 225
- ¹⁶ Adeeb, Moen Uddin. Aloom ul Balagha (Al bade walbiyan walmani). (Tarabulas, Lebnan: Almosasa tul hadithia lil kitab, 2003), p: 114
- ¹⁷ Alsakaki, Yousaf bin Abi Bakar bin Muhammad bin Ali. Miftah ul aloom. (Beruit, Lebnan: Dar al kutab al elmia, 1983), 1st edition, p: 429
- ¹⁸ Al mustadrik. Al hakim. Vol 1, p: 199, No. 391
- ¹⁹ Muslim, Abu al Hassan Muslim bin Al Hajaj bin Muslim Al Qusheri Al Neshapuri (206-261) Aljami Al sahih. Baab tehreem ul zulm. Kitab albirr wassila (Beruit, Lebnan: Dar Ahyau turas, 1996), Vol. 4, No. 2578
- ²⁰ Ibid., Kitab ul Haiz, No. 783
- ²¹ Taaj ul Aroos, 404/10
- ²² Al Siyooti. Al jami Al Sagheer. No. 1834
- ²³ Muhammad Ismaeel, Al Bukhari. Sahih Al Bukhari. Kitab ul emaan. Baab biyan al waswasatu fil emaan, (Beruit, Lebnan: Darul qalam, 1981), No. 7296, Muslim, Abu al Hassan Muslim bin Al Hajaj bin Muslim Al Qusheri Al Neshapuri (206-261) Aljami Al sahih. (Beruit, Lebnan: Dar Ahyau turas, 1996), Vol.4, No. 351
- ²⁴ Al Tirmazi, Abu Esa Muhammad bin Esa (209-279) Al Sunan. kitab fazail wa munaqib, (Beruit, Lebnan: Dar ahya u turas al arbi), No. 3798
- ²⁵ Imam Navwi. Dr. Yahya bin Sharaf. Al azkar, (Damishq/ Beruit, Maktaba dar al biyan, 1414), 2nd edition, p. 285

- 26 Muhammad Ismaeel Al Bukhari. Sahih Al Bukhari. Kitab fazail ul sahaba. Baab manaqib Jaffer bin Abi Talib, (Beruit, Lebnan: Darul qalam, 1981), No.3708
- 27 Muslim, Abu al Hassan Muslim bin Al Hajaj bin Muslim Al Qusheri Al Neshapuri (206-261) Aljami Al sahih. (Beruit, Lebnan: Dar Ahyau turas, 1996), Vol.4, No. 993
- 28 Muhammad Ismaeel Al Bukhari. Sahih Al Bukhari. Kitab ul ammara, (Beruit, Lebnan: Darul qalam, 1981), No. 4842
- 29 Ahmad bin Hanbal (164-241), Al masnad. (Beruit, Lebnan: Al maktab al islami lil taba'a wal nashar, 1408), Vol. 3, p: 10613
- 30 Suleman bin Ash'as, Abu Daood, Al Sunan, baab fil shufati, p: 140, No. 3517, Al Tirmazi, Abu Esa Muhammad bin Esa (209-279) Al Sunan. (Beruit, Lebnan: Dar ahya u turas al arbi), No. 1368
- 31 Al Hanbali, Mar'i bin Yousaf . Al Qoal Al bade fi elam el badee. (Dar kanooz ashbelia lil nashar wa tozee, 1424), p: 85
- 32 Al tabreezi, Al Khateeb. Al takhlees fi aloom ul balagha. (Dar ul fikar Al Arbi: 1904), 1st edition, p: 397
- 33 Al Hanbali, Al Sheikh Mar'i bin Yousaf. Al qol al bade fi elam al bade, p: 267
- 34 Palan puri, Hifz ul Rehman. Al rehma tul wasia fi hallil balagha tul wazihatu, p: 439
- 35 Muslim, Abu al Hassan Muslim bin Al Hajaj bin Muslim Al Qusheri Al Neshapuri (206-261) Aljami Al sahih. Kitab albir wa sila, baab tehreem zulm ul muslim wa khuzlahu wa ihtqarahu wa irzuhu wa maluhu, (Beruit, Lebnan: Dar Ahyau turas, 1996), Vol. 4, No. 2564
- 36 Al Hanbali, Mar'i bin Yousaf . Al Qoal Al bade fi elam el badee. (Dar kanooz ashbelia lil nashar wa tozee, 1424), p: 267
- 37 Al biyoomi, Muhammad Rajab. Al biyan Al nabvi (Almaktaba dar ul wafa, 1987), p: 245
- 38 Al Haithmi, Noor ud din, Abu ala Hassan Wali bin Abi Bakar bin Suleman (735-807). Majma Al zawaid wa manba al fawaid, (Qahira, Egypt: Dar al riyani lil turas, 1407), Vol. 8, p. 164
- 39 Al Tirmazi, Abu Esa Muhammad bin Esa (209-279) Al Sunan. kitab al atima, baab ma jaa'a fi fazal it'am al'ta'am, (Beruit, Lebnan: Dar ahya u turas al arbi), Vol. 4, P. 287No. 3798
- 40 Al Qaza'e, Abu Abdullah Muhammad bin Sulama. Masnad Al Shahab, (Beruit, Lebnan: Mosas tul risala), Vol. 2, p. 87, No. 940
- 41 Al mustadrik. Al hakim. Vol 4, p: 341, No. 7846
- 42 Al Hanbali, Mar'i bin Yousaf . Al Qoal Al bade fi elam el badee. (Dar kanooz ashbelia lil nashar wa tozee, 1424), p: 267
- 43 Muhammad Ismaeel, Al Bukhari. Sahih Al Bukhari. Kitab al istaqraaz wa ada aldiyoon wa alhijar wal taflees. Baab ma yanha an aza'atal mal, (Beruit, Lebnan: Darul qalam, 1981), Vol. 2, p. 848, No. 2277
- 44 Al Hamdani(445-509), Masnad Al firdous, (Beruit, Lebnan: Daraul kutab al elmia, 1406), Vol. 5, p. 282, No. 8190
- 45 Muhammad Ismaeel, Al Bukhari. Sahih Al Bukhari. Kitab al dawaat, Baab fazal u tasbeeh, (Beruit, Lebnan: Darul qalam, 1981)
- 46 Adeeb, Moen Uddin. Aloom ul Balagha (Al bade walbiyan walmani). (Tarabulas, Lebnan: Almosasa tul hadithia lil kitab, 2003), p: 124

- 47 Al Khateeb, Al Qarveni. Al ezaah fil aloom albalagha. (Beruit: Daral kitab al sanani, 1971), p. 575
- 48 Aal e Imran 3: 61
- 49 Ibn e abi Shaiba, Abu Bakar Abdullah bin Muhammad bin Abi Shaiba Al koofi (159-235), Al musannaf. (Riadh, Saudia: maktaba al rushd, 1409), Vol. 7, P. 106, No. 34552
- 50 Al Hadeed 57: 13
- 51 Muslim, Abu Hassan Muslim bin Al Hajaj bin Muslim Al Qusheri Al Neshapuri (206-261) Aljami Al sahih, (Beruit, Lebnan: Dar Ahyau turas, 1996), Vol. 4, No. 2558
- 52 Al Toba 9: 38
- 53 Al Ra'ad 13: 26
- 54 Muhammad Ismaeel, Al Bukhari. Sahih Al Bukhari, (Beruit, Lebnan: Darul qalam, 1981), No. 5433
- 55 Al Safa'at 37: 65
- 56 Palan puri, Hifzur Rehman. Alrehmatul wasia fi hallil balagha alwazia. (Maktaba alithad Deoband (Up) Saharan pur: maktaba Ibn e Abbas Mumbai), p: 438
- 57 Al Qazweni, Al Khateeb , Al Ezaah fi aloom al balagha, p. 534
- 58 Al Ahzab 33: 37
- 59 Attique, Abdul Aziz, Elm al bade, (Beruit, Lebnan: Darul nahfa alarbia liltaba'a wal nashar wal tozee, 2002), p. 239
- 60 Al Ghashia 88: 15-16
- 61 Al Safa'at 37: 116-117
- 62 Attique, Abdul Aziz, Elm al bade, (Beruit, Lebnan: Darul nahfa alarbia liltaba'a wal nashar wal tozee, 2002), p. 270
- 63 Ibid., p. 270
- 64 Al Hindi, Alauddin Ali bin Hassam Uddin almutqi (975), Kanz ul aamal. (Beruit, Lebnan: Daralkutab alelmia, 1419), Vol. 10, P. 80, No. 28954
- 65 Al Tirmazi, Abu Esa Muhammad bin Esa (209-279) Al Sunan. kitab albir wa sila, baab ma jaa'a fil iqtsad alhub wa albaghaz, (Beruit, Lebnan: Dar ahya u turas al arbi), Vol. 4, P. 360, No. 1997
- 66 Al tiyalisi, Abu Dawood Suleman bin Dawood aljarood (133-240). Al masnad. (Beruit, Lebnan: Darul muarifa), Vol. 1, P. 293, No. 2208